سوال

(402)چہرے کے پردے کی فرضیت کے متعلق حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض علما کا خیال ہے کہ عورت کے چہرے کا پردہ فرض نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم سے چہرے کو ڈھانپنا ثابت نہیں ہوتا ان کا کہنا ہے کہ اگر چہرے کے پردے کو فرض مان لیا جائے تو اس امت کا ایک بڑا حصہ ایک فرض کے تارک ہونے کی بنا پر جہنمی قرار پاتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

ابتدائے اسلام میں عورتیں زمانہ جاہلیت کی طرح قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نکلتی تھیں جبکہ ان کا چہرہ کھلا ہوتا تھا اور شریف عورتوں کا لباس ادنیٰ درجہ کی عورتوں سے مختلف نہ تھا۔ اس سے بے حیائی اور بے غیرتی کا دروازہ کھلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سدباب کے لئے حکم دیا کہ ''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی خواتین کو حکم دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔'' [۳۳/الاحزاب: ۵۵]

یہ آیت کریمہ خاص چہرے کو چھپانے کے لئے ہے کیونکہ ''جلابیب'' جمع ہے ''جلباب'' کی، جس کا معنی بڑی چادر ہے اور ''ادنیٰ'' کا معنی لٹکانا ہے، یعنی چادر کے ایک حصے سے نیچے لٹکائیں، یہی مفہوم گھونگھٹ ڈالنے کا ہے مگر اصل مقصد کوئی خاص وضع نہیں بلکہ چہرے کو چھپانا مقصود ہے، خواہ گھونگھٹ سے چھپایا جائے یا نقاب سے یا کسی اور طریقے سے یہ طریقہ اختیار کرنے سے چہرے کا پردہ خود بخود آ جاتا ہے۔ دراصل عورت کا چہرہ ہی وہ چیز ہے جو مرد کے لئے عورت کے تمام بدن سے زیادہ پرکشش ہوتا ہے اگر اسے ہی حجاب سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو حجاب کے باقی احکام بے سود ہیں۔ مفسرین نے درج بالا آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ چنانچہ ترجمان القرآن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لئے اپنے گھروں میں سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا کریں۔'' [تفسیر ابن کثیر]

حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے ان الفاظ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے عمل کر کے دکھایا کہ اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ لیا اور صرف اپنی بائیں آنکھ کو کھلا رہنے دیا۔ [تفسیر ابن جریر، ص: ۲۲، ج ۲۹]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آیت حجاب کے نزول سے قبل عورتیں جلباب کے بغیر گھروں سے باہر نکلا کرتی تھیں اور مرد ان کے چہرے اور ہاتھ دیکھتے تھے اور اس وقت عورت کے لئے جائز تھا کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ننگا رکھے اور اس وقت ان اعضا پر مرد کی نگاہ پڑنا بھی جائز تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے پردے کے احکام نازل فرمائے تو عورتوں

نے مردوں سے مکمل حجاب اختیار کرلیا۔ [حجاب المرأۃ ولباسھا فی الصلوۃ]

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اس آیت سے مراد گھونگھٹ نکالنا نہیں بلکہ ''بکل مارنا'' ہے۔ اس توجیہ میں جوکچھ ہے وہ سب کو معلوم ہے، تاہم توجیہ عقل و نقل کے خلاف ہے کیونکہ یہ آیت سورۂ احزاب کی ہے جو۵ہجری میں نازل ہوئی اور واقعۂ افک شوال ۶ ہجری میں پیش آیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتیں ہیں کہ ''میں اسی جگہ بیٹھی رہی ،ڈتنے میں میری آنکھ لگ گئی، ایک شخص صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ اس مقام پر آئے اور دیکھا کہ کوئی سورہا ہے اس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ حجاب کا حکم اترنے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا تھا اس نے مجھے دیکھ کر ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ'' پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی، میں نے فوراً اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانپ لیا۔ [صحیح بخاری ،المغازی : ۴۱۴۱]

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ صحابیات [کے ہاں چہرے کا پردہ رائج تھا حتیٰ کہ حالت احرام میں بھی ازواج مطہرات اور عام خواتین اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو اجانب سے چھپاتی تھیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حالت احرام میں ہوتی تھیں ،جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزرجاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔ [ابوداؤد، المناسک : ۸۳۳]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی احادیث میں ہے کہ وہ احرام کی حالت میں اپنے چہرے کو اجانب سے ڈھانپ کررکھا کرتی تھیں۔ [مستدرک حاکم، ص : ۴۵۴، ج ۱]

درج بالاحقائق کے پیش نظر اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کےلئے چہرے کو اجانب سے مستور رکھنے کا حکم ہے اور اس پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے عمل کیا جارہا ہے اور عورتوں کےلئے ایسے کرنا قرآن کریم کی تجویز ہے۔ سوال کے آخر میں بڑی عجیب بات کہی گئی ہے کہ کسی چیز کی فرضیت سے ، اس لئے انکار کردیا جائے کہ اس کے ترک سے اکثریت جہنمی قرار پاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنی بد عملی کا علاج کیا جائے اور کوتاہی کی اصلاح کی جائے الٹا اس کی فرضیت سے ہی انکار کیا جارہا ہے۔ کل کوئی منچلا اٹھے گا اور کہہ دے گا کہ نماز فرض نہیں ہے کیونکہ اس کے ترک سے اکثریت جہنمی ہونا قرار پاتی ہے۔ مختصر یہ کہ چہرہ کا پردہ فرض ہے اور قرآن کریم ، احادیث نبویہ اور تعامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی تقاضا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:406